خطبہ جمعہ

بعنوان

حسن ظن اپنائیں اور بدگمانی چھوڑیں

سلسلة منبر الحكمة

394

بتاریخ: 05 جنوری 2024ء
بمطابق: ۲۲ جمادی الثانیة ، ١٤٤٥ ھج

بہ اہتمام

الحکمة انٹرنیشنل
E785 بلاک، جوہر ٹاؤن، نزد اللہ ہو چوک، لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اھم نکات

① ......حُسن ظن کا اولین مستحق اللہ تعالیٰ ہے
② ......عربی میں ظن کا معنی ومفہوم
③ ......سورۃ الحجرات آیت 12 میں سوئے ظن کا تفسیری مفہوم
④ ......احادیث میں حسن ظن (گمان) کا مفہوم اور فوائد
⑤ ...... بدگمانی کی حرمت اور اقسام
⑥ ......بدگمانی کی مذمت اور معاشرتی نقصانات

إِنَّ الْـحَـمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، فَـمَـنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمّا بَعْدُ!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات:12]

﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ [النور:12]

﴿وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا م بُوْرًا﴾ [الفتح:12]

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوْا))

تمهيد

اچھا بولنے، لکھنے اور اچھے کردار کے لیے لازمی ہے کہ اچھا سوچا جائے، بدگمانی کے بجائے حسن ظن کی عادت اپنائی جائے، سنی سنائی باتوں پر یقین کرنے کے بجائے تحقیق وتفتیش سے کام لیا جائے۔ بدگمانی، شیطانی وسوسوں کا حملہ اور بغض وکینہ دل کے سکون واطمینان کو برباد کردیتا ہے۔

ایمان کا تقاضا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھے، اس پر توکل کرے اور مشکل پیش آنے پر صبر و برداشت سے کام لے۔ بدگمانی کی عادت انسان کو صبر وتوکل کی عالی صفات سے محروم کردیتی ہے۔ بندہ مشکلات پیش آنے پر اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کی بدگمانی کرنے لگتا اور مایوس ہوجاتا ہے۔ مثلاً: ناشکری کے رویے اور کفریہ کلمات زبان

سے نکالنا اللہ تعالیٰ کے متعلق سوئے ظن کی علامت ہے۔

اچھے اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے تو کجا عام انسانوں سے بھی خواہ مخواہ بدگمانی نہ کی جائے۔ زیادہ بدگمانی کرنے کی عادت انسان کو اخلاقی گناہ میں بھی مبتلا کرتی ہے، جس سے بندہ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔

اسی کے لیے قرآن مجید نے سوئے ظن کی لت کو گناہ قرار دیا ہے اور اہل ایمان کو اس سے منع کیا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات:12]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔''

حسن ظن کا اولین مستحق اللہ تعالیٰ ہے

حسن ظن کا سب سے زیادہ مستحق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے کہ اُس کی ذات پر کامل بھروسہ اور توکل رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتے ہیں، اگر بندہ حسن ظن رکھے تو اُس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر وہ اللہ کے متعلق برا گمان کرلے تو اُس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق اچھا گمان رکھنا بیماری سے شفا، فقیری سے غنی اور ظلم وستم سے نصرت الٰہی کا ذریعہ ہے، لہٰذا ہر حال میں بندے کو اپنے رب کے متعلق حسن ظن ہی رکھنا چاہیے۔ اس لیے بھی کہ اللہ کریم تو ظاہر وباطن سب کچھ جانتا ہے، اگر بندے نے برا گمان کیا تو اِس میں نقصان اُسی کا ہے۔

حدیث قدسی میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کریم نے فرمایا:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي إِنْ ظَنَّ خَيْرًا فَلَهُ، وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ))

''میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں جو وہ میرے متعلق کرتا ہے، اگر وہ اچھا گمان کرے تو اُس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر وہ برا گمان کرے تو وہ بھی اُسی کے لیے ہے۔''

[صحیح] صحیح ابن حبان: 639

...... ہر حال میں اپنے رب کے متعلق حسن ظن رکھیے:

حیان ابو نصر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں یزید بن اُسود رحمہ اللہ کی عیادت کے لیے گھر سے نکلا تو میں نیز راستہ میں سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور وہ ان کی عیادت کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ہم دونوں ان کے پاس گئے، جب یزید بن اُسود نے سیدنا واثلہ کو دیکھا تو انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُن کی طرف اشارہ کرنے لگے، جب کہ سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ قریب آئے یہاں تک کہ وہ پاس بیٹھ گئے، تو یزید نے سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھے۔ اسی

حالت میں سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

كَيْفَ ظَنُّكَ بِاللّٰهِ قَالَ ظَنِّیْ بِاللّٰهِ وَاللّٰهِ حَسَنٌ

''تمہارا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا گمان ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے بارے میں میرا گمان بہت ہی اچھا ہے۔''

اس بات پر سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ خوش ہو جایئے کہ میں نے بذات خود رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

[صحيح] صحيح الترغيب الترهيب: 3386

حدیث قدسی میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کریم نے فرمایا:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِی إِنْ ظَنَّ خَيْرًا فَلَهُ ، وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ))

''میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں جو وہ میرے متعلق کرتا ہے، اگر وہ اچھا گمان کرے تو اُس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر وہ برا گمان کرے تو وہ بھی اُسی کے لیے ہے۔''

[صحيح] صحيح ابن حبان: 639

......رسول اکرم ﷺ کی اپنی امت کو آخری وصیت:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی وفات سے تین دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا:

((لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللهِ الظَّنَّ))

''تم میں سے ہر شخص کو اسی حالت میں موت آئے کہ وہ اللہ کے متعلق حسن ظن رکھتا ہو۔''

صحيح مسلم: 2877

عربی میں ظن کا معنی ومفہوم

......لفظ ظن کا معنی ومفہوم:

بدگمانی عربی کے لفظ الظن کا ترجمہ ہے۔ ظن کا لفظ اچھے اور برے گمان دونوں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح اردو میں گمان دونوں معنی میں آتا ہے۔

قرآن مجید نے اہل اسلام کو اس بات سے روکا ہے کہ وہ خواہ مخواہ دوسروں کے بارے میں بدگمانی تراشتے رہیں۔ سورۃ الحجرات کی آیت 12 کے سیاق سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ یہاں اخلاقی دائرے میں آنے والے گمان۔

انھی کی کثرت بری چیز ہے، جو باہمی تعلقات اور معاشرتی سکون کو تباہ کر دیتی ہے۔اس لیے اخلاقیات میں ہر خرابی اسلام کے نزدیک گناہ اور ایک قابل مواخذہ جرم ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات:12]

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔‘‘

......قرآن مجید میں لفظ ظن کے معانی:

قرآن مجید نے ظن کا لفظ یقین اور گمان کرنے کے معانی میں بھی استعمال کیا ہے۔(اس کا تعین موقع اور سیاق کلام سے کے مطابق کیا جاتا ہے۔جیسے قرآن مجید میں ظن کا معنٰی یقین کرنا ہے۔دیکھیے: سورۃ الحاقۃ [20]

اسی طرح ظن کا معنٰی کسی بات یا کام کے بارے میں تذبذب کا شکار ہونا بھی آتا ہے۔دیکھیے: سورۃ یوسف: 42۔

ظن کا معنٰی کسی کے بارے میں بدگمانی کرنا آتا ہے، جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے۔دیکھیے: سورۃ الحجرات: 12

سورۃ الحجرات آیت 12 میں سوئے ظن کا تفسیری مفہوم

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات:12]

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔‘‘

اس آیت کریمہ میں لفظ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر گمان گناہ نہیں ہوتا تو یہ ارشاد سننے والوں پر اس کی تحقیق واجب ہوگئی کہ کون سے گمان گناہ ہیں، تاکہ ان سے بچا جا سکے۔لیکن یاد رہے! جب تک کسی گمان کا جائز اور حرام ہونا واضح نہ ہو جائے، تب تک اُس کے پاس نہیں جانا چاہیے۔

سیدنا عمر فاروق کا قول ہے:

لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ مُسْلِمٍ يَسْمَعُ مِنْ أَخِيهِ كَلِمَةً يَظُنُّ بِهَا سُوءًا وَهُوَ يَجِدُ لَهَا فِي شَيْءٍ مِنَ الْخَيْرِ مَخْرَجًا

’’کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے متعلق ایسی گفتگو سنے جس سے بدگمانی پیدا ہوتی ہو، اس حال میں کہ وہ اُس سوئے ظن کے بارے میں کوئی بہتر شے (اچھی اور مثبت سوچ) بھی پاتا ہے۔(لہٰذا اُس بدگمانی ترک کر دینی چاہیے)۔‘‘

الآداب الشرعية لابن مفلح: 47/1

......آیت کا تفسیری مفہوم:

حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

آیت میں ایسے گمان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جو بے دلیل ہو، مثلاً ایک آدمی جو ظاہر میں صالح ہے، اس کے عیوب پر اللہ کی طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے۔ عام مشاہدہ میں وہ عفیف اور امانت دار ہے اور اس کے بددیانت یا گناہ گار ہونے کی کوئی دلیل یا علامت موجود نہیں، اس کے متعلق بدگمانی کرنا حرام ہے۔ ہاں! اگر گمان کرنے کی کوئی واقعی دلیل یا علامت موجود ہے تو اس وقت گمان منع نہیں۔

......حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ظَنَّ کے معنی ہیں گمان کرنا۔ مطلب ہے کہ اہل خیر واہل اصلاح وتقویٰ کے بارے میں ایسے گمان رکھنا جو بے اصل ہوں اور تہمت وافترا کے ضمن میں آتے ہوں اسی لئے اس کا ترجمہ بدگمانی کیا جاتا ہے۔ ورنہ فسق وفجور میں مبتلا لوگوں سے ان کے گناہوں کی وجہ سے اور ان کے گناہوں پر بدگمانی رکھنا، یہ وہ بدگمانی نہیں ہے جسے یہاں گناہ کہا گیا ہے اور اس سے اجتناب کی تاکید کی گئی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوْا))

"بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، نہ (کسی کی) ٹوہ میں پڑو اور نہ (ہی بدگمانی کی بنیاد پر) جاسوسی کرو۔"

[صحیح] سنن ابی داود: 4917

......واقعہ افک کے ضمن میں حسن ظن اپنانے اور بدگمانی ترک کرنے کا حکم:

اس کے لیے اہل علم وتحقیق نے بدگمانی کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ظن سے مراد تہمت ہے یعنی کسی شخص پر بغیر کسی قوی دلیل کے کسی عیب یا گناہ کا الزام لگانا۔

جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ [النور:12]

"جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان کیوں نہ کیا۔"

......امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس آیت میں مؤمنوں کے بارے حسن ظن کی تاکید آئی ہے۔ اس لیے اہل علم نے یہ بات فرمائی ہے:

إِنَّ الْآيَةَ أَصْلٌ فِي أَنَّ دَرَجَةَ الْإِيمَانِ الَّتِي حَازَهَا الْإِنْسَانُ ، وَمَنْزِلَةَ الصَّلَاحِ الَّتِي حَلَّهَا الْمُؤْمِنُ ، وَلُبْسَةَ الْعَفَافِ الَّتِي يَسْتَتِرُ بِهَا الْمُسْلِمُ لَا يُزِيلُهَا عَنْهُ خَبَرٌ مُحْتَمَلٌ وَإِنْ شَاعَ ، إِذَا كَانَ أَصْلُهُ فَاسِدًا أَوْ مَجْهُولًا

''یہ آیت اس حقیقت گوئی میں اصل ہے کہ ایمان کا وہ درجہ جو انسان حاصل کرتا ہے، نیکی وفلاح کا وہ مقام جو مومن پاتا ہے اور عفت کا وہ لباس ہے جس سے وہ اپنے آپ کو برائی سے ڈھانپتا ہے۔ ان تمام درجات کو محض بے بنیاد خبر زائل نہیں کرسکتی، خواہ وہ پھیل جائے، اگرچہ اس خبر کی اصل بدنیتی پر مبنی ہو یا بالکل مجہول ہو۔

تفسیر قرطبی: 203/12

...... بدگمانی حق کے مقابلے کوئی شے نہیں:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ [یونس:36]

''بے شک گمان حق کے مقابلہ میں کچھ فائدہ نہیں دیتا۔''

مزید ایک مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ﴾ [النجم:23]

''یہ لوگ صرف اپنے گمان اور اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔''

میں اسی ظن کا ذکر ہے۔

احادیث میں حسن ظن (گمان) کا مفہوم اور فوائد

حدیث میں ایسے ظن (گمان) سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جو بے دلیل ہو، مثلاً: ایک آدمی جو ظاہر میں صالح ہے، اس کے عیوب پر اللہ کی طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس کی بدنیتی یا گناہ گار ہونے کی کوئی دلیل یا علامت نہیں، ایسے وقت میں اس کے متعلق بدگمانی کرنا حرام ہے۔ ہاں! اگر گمان کرنے کی کوئی واقعی دلیل یا علامت موجود ہو تو اس وقت گمان منع نہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر گمان سے منع فرمایا بلکہ فرمایا:

﴿اِجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ [الحجرات:12]

''زیادہ گمان سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔''

...... جو گمان کرنا جائز ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت:

جائز ظن کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب قائم کیا ہے:

باب ما يكون من الظن ''یہ باب جائز گمان کے متعلق ہے۔''

اور اس باب کے تحت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا))

میں فلاں اور فلاں کے متعلق گمان نہیں کرتا کہ وہ ہمارے دین میں سے کچھ بھی جانتے ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں امام لیث رحمہ اللہ نے فرمایا:

یہ دونوں آدمی منافق تھے۔

صحیح البخاری: 6067

......جائز گمان کی علامات:

جائز ظن سے وہ گمان مراد ہے جس کی علامات اور دلیلیں واضح ہوں۔

بالفرض اگر دل میں کسی شخص کے برا ہونے کا خیال آئے مگر آدمی اسے اپنے دل میں جگہ نہ دے، نہ ہی اس کا پیچھا کرے اور نہ اس کی غیبت کرے تو اس میں کوئی گناہ نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسْوَسَتْ أَوْ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ))

"اللہ تعالی نے میری امت کو وہ باتیں معاف کر دی ہیں جو وہ اپنے دل سے کریں جب تک ان پر عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لائیں۔"

صحیح البخاری: 5269

......دل بدگمانی سے پاک ہونے پر جنت کی بشارت:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی کے مسجد داخل ہونے سے پہلے تین دن مسلسل فرمایا:

((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

"ابھی ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص نمودار ہوگا۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ دیکھا تو اس صحابی کے مہمان بن گئے، تاکہ دیکھ سکیں کہ یہ کون سا عمل کرتے ہیں، مگر تین دن کے بعد انھوں نے کوئی اضافی عمل نہ دیکھا، بلکہ انھوں نے پوچھنے پر بتایا: میرا تو کوئی خاص عمل نہیں ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کا جواب سن کر جب میں وہاں سے واپس آنے لگا تو انہوں نے فرمایا: عمل تو وہی کچھ تھا جو آپ نے ملاحظہ کرلیا ہے، لیکن اپنے دل کا ایک عمل تمہیں ضرور بتاتا ہوں، وہ یہ:

انّي لَا اَجِدُ فِي نَفْسِي لِاَحَدٍ من المسلمين غِشًّا وَلَا اَحْسَدُ احدًا علٰى خير اعطاه اللّٰهُ اِيّاهُ

’’میرے دل میں کسی مسلمان کے لئے کینہ نہیں ہے اور نہ میں اللہ کی طرف سے اسے ملنے والی کسی خیر پر حسد کرتا ہوں۔‘‘

دوسری روایت میں ہے: انی لَمْ اَبِت ضاغنًا علی مسلمٍ

’’میں نے کسی مسلمان کے بارے میں کبھی اپنے دل میں بغض اور کینہ رکھ کر رات نہیں گزاری۔‘‘

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوشی سے پکار اٹھے۔

هَذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ ، وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ

یہی تو وہ عمل (راز) ہے، جس نے تجھے یہاں تک پہنچایا ہے، جس کی ہم لوگ طاقت نہیں۔‘‘

[اسنا دہ صحیح] مسند احمد: 12697

بدگمانی کی حرمت اور اقسام

ظن کے معنی غالب گمان کے ہیں، اس کے متعلق قرآن کریم نے اول تو یہ ارشاد فرمایا: بہت سے گمانوں سے بچا کرو۔ پھر اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

عام طور پر ظن کی دو اقسام بیان کی جاتی ہے، اچھا گمان اور برا گمان۔

1......حرام 2......مباح اور جائز ہے۔

ظن حرام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی اور سوئے ظن رکھا جائے، وہ اس طرح کہ بندہ کہے وہ مجھے عذاب ہی دے گا یا مصیبت ہی میں رکھتا ہے، اس طرح کہ اللہ کی مغفرت اور رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللَّهِ الظَّنَّ))

’’تم میں سے کسی کو اس کے بغیر موت نہ آنی چاہیے کہ اس کا اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہو۔‘‘

صحیح مسلم: 2877

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ، فَلْيَظُنَّ بِي مَا شَاءَ))

’’میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں، جیسا وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے۔ اب اس کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے گمان رکھے۔‘‘

[اسنادہ صحیح] مسند احمد: 16016

......ظن حرام کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی نیک وصالح مسلمان کے متعلق بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا حرام

ہے۔اسی کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ ، فَإِنَّهُ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ))

''گمان سے بچو، کیونکہ بدگمان سب سے جھوٹی بات ہے۔''

مسند احمد: 7337

اس حدیث میں ظن سے مراد بالاتفاق کسی مسلمان کے ساتھ بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا ہے۔

2......ظن مستحب

ظن مستحب یہ ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ نیک گمان رکھا جائے کہ اس نیک نیتی پر بھی بندے کو اجر وثواب ملتا ہے۔

بدگمانی کی مذمت اور نقصانات

بدگمانی، منفی سوچ، غلط اندازے لگانا اور دوسروں کی عیب جوئی کرنا ایک معاشرتی ناسور ہے، اکثر برائیاں یہی سے جنم لیتی ہیں۔ آج تک کسی بدگمان شخص کو چین وسکون سے رہتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ اسی کو فضول میں پریشان ہونا کہتے ہیں۔ ہر انسان کو اپنے اوپر اختیار ہے کہ وہ حسن ظن رکھے اور زندگی سے لطف اٹھائے یا پھر سوئے ظن اور بدگمانی میں مبتلا ہو کر اپنی ہی زندگی کو پریشان اور مضطرب کرے۔

...... بدگمانی اور منفی سوچ رکھنے والے کا حال:

اگر ایک بھائی دوسرے کے بارے بغیر کسی معقول سبب یا واضح دلیل کے غلط رائے قائم کر لے اسی کو بدگمانی کہا جاتا ہے، ایسا شخص ہمیشہ ذہنی کوفت میں مبتلا ہو کر پریشان رہتا ہے۔ جسے درج ذیل علامات سے سمجھ سکتے ہیں:

1......منفی سوچ اور بدگمانی کرنے والا شخص جس سے بدظن ہوتا ہے، اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتا ہے، دوری اختیار کرتا ہے، جس کا اندازہ روزمرہ کے معمولات سے ہو جاتا ہے۔

2......بدگمانی کے شکار شخص کے چہرہ پر نفرت، عداوت، دشمنی، بغض اور کینہ کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔

3...... بدگمان انسان ہمیشہ دوسروں کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے کہ کب کوئی خامی اور برائی کسی بندے میں نظر آئے تو یہ اُس کی تشہیر کر کے خوش ہوتا اور اپنا کلیجے کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ یہی مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔

...... اِمام ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کے نزدیک بدگمانی کی مذمت:

بدگمانی کا شمار ان کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے جن کا علاج ضروری ہے؛ کیوں کہ جس شخص کے دل میں یہ بیماری موجود ہوگی اس کی اللہ تعالیٰ سے قلب سلیم کے ساتھ ملاقات نہ ہو سکے گی۔ اس کی مذمت کے لیے یہی کافی ہے اور اس کے کبیرہ گناہ کے لیے بھی۔ دیگر حرام کام مثلاً: چوری، زنا کاری اور شراب نوشی جیسے گناہوں سے بدگمانی کا شر وفساد کئی گنا

بڑھ کر ہے، اس لیے کہ سوئے ظن کا زہر زیادہ خطرناک اور دیرپا ہیں۔

الزواجر: 106

......ظاہر پر حکم لگایا جاتا ہے، باطن کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جہادی لشکر پر روانہ کیا، ہم نے قبیلہ پر شب خون مارا، اسی دوراں ایک شخص نے تلوار کے ڈر سے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا، لیکن میں نے اُسے بھی قتل کر دیا۔ لیکن میرے دل میں قلق تھا، میں نے یہ بات رسول اکرم ﷺ سے دریافت کی اور یہ بھی کہا: کہ اُس نے اسلحہ کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا تو اس رویہ پر رسول اللہ ﷺ نے شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

((أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟))

''تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا، تاکہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کہا ہے یا نہیں۔''

صحیح مسلم: 96

......تجسس، بدگمانی اور عیب جوئی ایمانی محبت کو کاٹ دیتا ہے:

بدگمانی لوگوں کے مابین قربت و محبت کا جذبہ ختم کر دیتی ہے، اخوت و دوستی کو رقابت و نفرت میں بدل دیتی ہے، خوش گوار تعلقات کے آبگینے کو تیر بہ ہدف بنا دیتی ہے۔

بدگمانی صرف ایک گناہ نہیں ؛ بلکہ کئی ایک گناہوں کا پیش خیمہ ہے، اسی سے تجسس پیدا ہوتا ہے، تعلّی و خود پسندی کا جذبہ انگڑائی لینے لگتا ہے، غیبت و بہتان تک کی نوبت آجاتی ہے ؛ اس لیے قرآن و حدیث میں صراحتاً و اشارتاً متعدد مقامات پر اس کی قباحت اور شناعت بیان کی گئی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا))

''اور نہ ٹوہ لگاؤ، نہ جاسوسی کرو، نہ دھوکے سے (خرید و فروخت میں) بولی بڑھاؤ، نہ ایک دوسرے پر حسد کرو، نہ ایک دوسرے سے دل میں کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو۔''

صحیح البخاری: 6066

بدگمانی کا مرض قوموں کی تباہی کا سبب ہے:

بدگمانی کا مرض وہم اور شیطانی وسوسے سے شروع ہوتا ہے۔ جس میں مبتلا شخص کا سکون قلب غارت ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے یہ بیماری اپنے پاؤں جماتی ہے کینہ، بغض و عناد جیسی مزید مہلک بیماریاں بھی اس کے اندر سرایت کرتی چلی جاتی

ہیں۔

اس منفی سوچ کے بڑھنے سے انتقام کی آگ پیدا ہو جاتی ہے۔جس کے بعد باہمی محبتیں، چاہتیں، خاندان اور معاشرے کی الفتیں خاکستر ہوجاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے بدگمانی کی مرض کوقوموں کی تباہی کا ایک بنیادی سبب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا م بُوْرًا﴾ [الفتح:12]

’’اورتم نے گمان کیا، برا گمان اورتم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔‘‘

......اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی منافق اورمشرک کی علامت ہے:

اللہ تعالیٰ کا شان وکمال اور توحید کو چھوڑ کر منافق اور مشرک غیروں سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں، اللہ سے مایوس اور ناامید ہوتے ہیں، بس یہی عدم توکل اللہ کے بارے سوئے ظن ہے، جو ہمشہ کے لیے خسارے کا سودا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰ كُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [فصلت:41]

’’اورتمہارا یہی گمان جوتم نے اپنے رب کے بارے میں قائم کیا،تمہیں ہلاک کر گیا سوتم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔‘‘

......ہمیں اپنے رویوں کی اصلاح کرنی چاہیے:

ہمارے ہاں جونفرت وعداوت اورحسد وکینہ کا ماحول پایا جاتا ہے اِس کی ایک بڑی وجہ بدگمانی ہے،جس کا مشاہدہ ہم اپنے معاشرے میں کرتے ہیں کہ دوسرے کے لیے اپنی طرف سے خودساختہ رائے قائم کر کے اس کی خوب تشہیر کی جاتی ہے،جس کے نتیجے میں محبت کی جگہ نفرت اورخوشی وبشارت کی جگہ شرانگیزی آ جاتی ہے۔

مالک کائنات ہم سب کو اس اجتماعی گناہ سے تائب ہونے اورحسن ظن کی عادت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ہم سب کو نیک نیتی، اچھی اور مثبت سوچ اوراچھے کردار کا حامل اور عامل بنائے۔آمین

تاثرات اورمشورہ کے لیے	خطبہ حاصل کرنے کے لیے(واٹس ایپ)	خطبہ رائٹر
حافظ شفیق الرحمن زاھد (مدیر)	03034125519	حافظ تنویرالاسلام
03015989211	03014843312	03424449009